إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

261

اللّٰہ اکبر

الفضل

روزنامہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

شرح چندہ پیشگی

سالانہ عہ
ششماہی ۸
سہ ماہی ۳ ؍۱۴

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۶	مورخہ ۲ محرم ۱۳۵۷ھ	یوم جمعہ	مطابق ۴ مارچ ۱۹۳۸ء	نمبر ۵۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۲- مارچ- آج ساڑھے نو بجے شب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر بھیرو چیچی سے واپس تشریف لے آئے۔ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی عام صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ لیکن آج صبح سے پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں درد کی تکلیف ہے ٭

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو تیز بخار ہے اور بدن پر پھنسیاں ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں ٭

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی دل محمد صاحب کو سری گوبند پور- ضلع گورداسپور بسلسلہ تبلیغ بھیجا گیا ہے ٭

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خاندانِ نبوّت کے رخشندہ گوہر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب. حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالےٰ کی جب آمین ہوئی تو اس خوشی کی تقریب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعوت دی۔ اس پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے عرض کیا۔ کہ حضور یہ آمین جو ہوئی ہے۔ یہ کوئی رسم ہے۔ یا کیا ہے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مفصل تقریر کی۔ جس کے دوران میں فرمایا:-

"یہ لڑکے اللہ تعالےٰ کا ایک نشان ہیں۔ اور ہر ایک ان میں سے خدا تعالےٰ کی پیشگوئیوں کا زندہ نمونہ ہے۔ اس لئے میں اللہ تعالےٰ کے ان نشانوں کی قدر کرنی فرض سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور قرآن کریم کی حقانیّت اور خود اللہ تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں" (الحکم ۱۰- اپریل ۱۹۰۳ء)

یوم التبلیغ کے متعلق

نہایت ضروری اعلان

اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس مبارک دن پر احمدی احباب ہر جگہ اس نعمت کو غیر مسلم دوستوں کے سامنے پیش کریں گے۔ جس سے اس زمانہ کے دکھ درد دور ہوتے ہیں۔ اور جس سے دنیا صلح و آشتی پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں۔ یہ پیغام سکھ ہندو۔ عیسائی وغیرہ سب قوموں کے لئے ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"

احباب کو چاہیئے۔ کہ نرمی اور اخلاق سے کام کریں۔ بحث و جھگڑے سے کلیۃً پرہیز کریں۔ اگر کوئی سختی بھی کرے۔ تو نرمی سے اسکے جوش کو ٹھنڈا کریں۔ یہ یوم التبلیغ نئے تعلقات قائم کرنے اور پرانے تعلقات بڑھانے کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ تا نیک اصحاب سے مفید تبادلہ خیالات کا سلسلہ محبت کے ساتھ جاری رہے۔ جو لٹریچر میسر ہو پیش کر دیں۔ اور مزید مطالعہ کے لئے حسب ضرورت کتب و رسالہ جات مہیا کرتے رہیں۔

نشر و اشاعت کی طرف سے اردو ہندی گورمکھی اور انگریزی میں ایسے اشتہارات چھپوائے گئے ہیں۔ جن میں احمدیت کو پیش کیا گیا ہے اور پیغام صلح کے بہت سستے ایڈیشن شائع کرنے کا مذکورہ چاروں زبانوں میں انتظام کیا گیا ہے۔ جہاں جہاں اور جس جس قدر ضرورت ہو احباب نشر و اشاعت دعوت و تبلیغ سے طلب فرمائیں۔ اور ہر ایک کو یہ مژدہ جانفزا پہونچائیں کہ ؎

سر زمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار
ہندوستان اس وقت منبع ہے اس فیض کا جس سے آئندہ دنیا کو سیراب ہونا ہے ہندوستانیوں پر لازم ہے کہ اس کی قدر کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۷ر فروری سنہ ۱۹۳۸ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	نمبر	نام
۱۸۹	مسماۃ شہزادی صاحبہ ضلع آگرہ	۱۹۸	دہاج الدین صاحب ضلع راولپنڈی
۱۹۰	سودان صاحب "	۱۹۹	اہلیہ صاحبہ " " "
۱۹۱	راجہ فدا محمد خانصاحب ضلع جہلم	۲۰۰	شہاب الدین صاحب "
۱۹۲	اللہ بخش صاحب ضلع منٹگمری	۲۰۱	اہلیہ صاحبہ " " "
۱۹۳	فضل الدین صاحب " "	۲۰۲	اہلیہ صاحبہ سراج الدین صاحب "
۱۹۴	دین محمد صاحب " "	۲۰۳	حکیم میاں غلام محمد صاحب میانوالی
۱۹۵	محمد ابراہیم صاحب " "	۲۰۴	فضل الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۹۶	علم الدین صاحب " "	۲۰۵	عبد المجید خان صاحب " گوڑگانوان
۱۹۷	میراں بخش صاحب ضلع گورداسپور		

احمدی خواتین کا حق نمائندگی

عورتوں کے حق نمائندگی کے متعلق یہ عارضی فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہ اپنی لجنہ رجسٹرڈ کرالیں۔ یعنی میرے دفتر سے اپنی لجنہ کی منظوری حاصل کرلیں۔ ممبران کو جنہیں میری اجازت سے منظور کیا جائے گا۔ مجلس مشاورت کا ایجنڈا بھیج دیا جایا کرے گا۔ وہ رائے لکھ کر پرائیویٹ سکرٹری کے پاس بھیج دیں۔ میں جب ان امور کا فیصلہ کرنے لگوں گا۔ تو ان کی آرار کو بھی مد نظر رکھ لیا کروں گا۔ اس طرح عورتوں مردوں کے جمع ہونے کا جھگڑا ابھی پیدا نہ ہوگا۔ اور مجھے بھی پتہ لگ جائے گا۔ کہ عورتیں مشورہ دینے میں کہاں تک مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان کی رائیں فیصلہ کرتے وقت مجلس میں سنا دی جائیں گی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے مندرجہ بالا فیصلہ مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۰ء کی تعمیل میں جو لجنہ اماء اللہ چاہتی ہو۔ کہ حق نمائندگی سے فائدہ اٹھائے۔ وہ اپنی اپنی درخواست رجسٹری کے لئے مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی وساطت سے دفتر ہذا میں بھجوا دے۔ تا حضور کی منظوری کے بعد ایجنڈا مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۸ء بھجوایا جائے

اس وقت تک مندرجہ ذیل لجنات اماء اللہ رجسٹرڈ ہو چکی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ قادیان۔ دہلی۔ منٹگمری۔ مزنگ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ حیدرآباد دکن۔ پٹیالہ۔ بھاگل پور۔ کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خاں۔ فیروزپور شہر۔ شاہدرہ ضلع شیخوپورہ۔ امرتسر۔ لاہور شہر۔ پشاور۔ لاہور چھاؤنی۔ شیموگہ۔ چک ۹۸ شمالی ضلع سرگودہا۔ بنوں۔ کندرا پاڑا ضلع کٹک۔ لائل پور۔ ان کو چاہیئے۔ کہ سکرٹری لجنہ اماء اللہ کے صحیح ایڈریس سے اطلاع دیں۔ تاکہ ایجنڈا کے پہونچنے میں تاخیر نہ ہو۔

نیز دیکھا گیا ہے۔ کہ سوائے چند کے اکثر لجنات اماء اللہ کی طرف سے ایجنڈا بھیجنے کے باوجود تحریر آرار دفتر ہذا میں نہیں پہونچتیں۔ چاہیئے کہ اپنے حقوق سے پورے طور پر فائدہ اٹھایا جائے۔

پرائیویٹ سکرٹری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ یکم محرم ۱۳۵۷ھ

مسلمانانِ پنجاب اور تعلیمی زرِ امداد

پنجاب میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد تمام دوسری اقوام کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ ہے - یعنی ۵۷ - فیصدی لیکن غربت اور جہالت کی وجہ سے ان کی حالت نہایت ہی عبرت ناک ہے - کیونکہ مجموعی طور پر وُہ اقلیت یعنی غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں ہر پہلو سے دبے ہُوئے ہیں - اور چونکہ جہالت کا ایک بہت بڑا باعث غربت اور تنگ دستی بھی ہے - اس لئے جب تک غریب مسلمانوں کی امداد کی کوئی خاص صورت نہ پیدا ہو - اس وقت تک ممکن نہیں - کہ ان کی جہالت دُور ہو سکے -

یہ صورت اسی طرح پیدا ہو سکتی ہے - کہ حکومت مسلمانوں کی تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ کرے - اور تعلیم کو وسیع کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی امداد دے - لیکن کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ جہاں دیگر اقوام نے بوجہ مالدار ہونے کے کافی سے زیادہ تعداد میں پنجاب کے مختلف مقامات میں تعلیمی ادارے قائم کر رکھے ہیں - وہاں حکومت بھی اُس خزانہ سے جس کی آمدنی کا بڑا ذریعہ مسلمان ہیں زیادہ تر مالی امداد غیر مسلموں کو ہی دے رہی ہے - جیسا کہ گزشتہ پانچ سال کی حسب ذیل نسبت سے ظاہر ہے - جو مسلمانوں کے متعلق ہے :-

۱- ۳۲-۱۹۳۱ء میں ۹ء ۱۰ -
۲- ۳۳-۱۹۳۲ء میں ۶ء ۱۵ -
۳- ۳۴-۱۹۳۳ء میں ۹ء ۱۰ -
۴- ۳۵-۱۹۳۴ء میں ۲ء ۲۴ -
۵- ۳۶-۱۹۳۵ء میں ۷ء ۱۷ -

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا پانچ سال میں جو تعلیمی زرِ امداد پنجاب کے امدادی مدارس کو دی گئی اس میں سے مسلمانوں کو بہت کم حصہ ملا - اور زیادہ تر امدادی روپیہ غیر مسلموں کی تعلیم پر خرچ کیا گیا - اس صورت میں مسلمان نہ صرف اس لئے تعلیم میں پسماندہ ہیں - کہ دوسری اقوام کے مالدار ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنے لئے تعلیم حاصل کرنے کا وسیع انتظام کر رکھا ہے - بلکہ اس لئے بھی - کہ حکومت ان کو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑی مالی امداد دے رہی ہے *

کہا جاتا ہے - کہ مسلمانوں کے امدادی سکول چونکہ کم ہیں - اس لئے ان کو زرِ امداد بھی کم ملتی ہے - یہ درست ہے کہ مسلمانوں کے امدادی سکول غیر مسلموں سے کم ہیں - لیکن قابلِ غور سوال یہ ہے کہ اس کمی کی وجہ کیا ہے - کیا یہی نہیں کہ مسلمان غریب اور نادار ہیں - اور اس قابل نہیں - کہ کثرت کے ساتھ سکول جاری کر سکیں - اگر یہی وجہ ہے - اور یقیناً یہی ہے - تو ضروری ہے - کہ حکومت انہیں زیادہ تعلیمی امداد دے - اور اس طرح اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل بنا دے - زیادہ امداد کا مستحق وُہی ہوتا ہے - جو زیادہ کمزور ہو - لیکن تعلیمی زرِ امداد کی تقسیم میں اُلٹی گنگا بہتی ہُوئی نظر آتی ہے - کیونکہ جن قوموں نے مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے بچوں کی تعلیم کا زیادہ وسیع پیمانہ پر انتظام کر رکھا ہے - انہی کو حکومت اپنی طرف سے زیادہ زرِ امداد بھی دیتی چلی آ رہی ہے - حتےٰ کہ ایک معاصر کے اندازہ کے مطابق مذکورہ بالا پانچ سالوں میں گیارہ لاکھ سینتالیس ہزار نو سو ترانوے روپے کی رقم جو مسلمانوں کا پچاس فیصدی حصہ تسلیم کرنے کی صورت میں انہیں ملنی چاہیئے تھی - وُہ بھی غیر مسلموں کو دی گئی ہے - اور یہ تو لڑکوں کی تعلیم کے متعلق ہے - لڑکیوں کی تعلیم کے لئے اسی عرصہ میں دو لاکھ ستاون ہزار سات سو ۳۸ روپیہ کی جو امداد دی گئی - اس میں سے ایک پائی بھی مسلمانوں کے حصہ میں نہیں آئی *

دراصل مسلمانوں کے ساتھ یہ بے انصافی اس بنیادی نقص کی وجہ سے روا رکھی گئی ہے - کہ تعلیمی زرِ امداد کے طور پر جو رقم منظور کی جاتی رہی - اس کا مصرف صرف جاری شدہ امدادی سکولوں کو قرار دے لیا گیا - اور چونکہ ایسے سکول زیادہ تعداد میں غیر مسلموں نے جاری کر رکھے ہیں - اس لئے محکمۂ تعلیم کے غیر ہمدرد - بلکہ متعصب حکام کو یہ موقعہ مل گیا - کہ وُہ مسلمانوں کو نظر انداز کر کے زرِ امداد کا بہت بڑا حصہ غیر مسلم سکولوں میں تقسیم کر دیں - اس طریق عمل نے مسلمانوں کو تعلیمی لحاظ سے جس قدر نقصان پہونچایا ہے - اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں - کیونکہ وُہ اظہر من الشمس ہے -
اب سوال یہ ہے - کہ کیا آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا - اور اس بے انصافی کے انسداد کی کوئی صورت نہ پیدا کی جائے گی - اگر تو زرِ امداد کی تقسیم اسی اصل پر قائم رکھی گئی - کہ امدادی سکولوں کی تعداد کے لحاظ سے کم و بیش دیجائے تو پھر مسلمانوں کو اپنا حق حاصل کرنے کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی - لیکن اگر زرِ امداد کی اصل غرض و غایت کو پیش نظر رکھا جائے - جو یہ ہے - کہ جو قوم تعلیم میں پسماندہ ہے - اور اس پسماندگی کو دُور کرنے کی طاقت نہیں رکھتی - اسے سہارا دیا جائے تو پھر مسلمان نہ صرف اپنی آبادی کے لحاظ سے اپنا حصہ پانے - بلکہ اس سے بھی زیادہ امداد حاصل کرنے کی امید رکھ سکتے ہیں *

پہلے جو کچھ ہو چکا - سو ہو چکا - اب جبکہ یونی نسٹ حکومت قائم ہے اور آنریبل میاں عبدالحی صاحب وزیر تعلیم ہیں - ہم امید رکھتے ہیں - کہ تعلیمی زرِ امداد کی تقسیم میں مسلمانوں کے ساتھ بے انصافی روا نہ رکھی جائے گی - بلکہ ان کے حصہ کی رقم سے ایک تو اسلامیہ سکولوں کی امداد میں زیادتی کر دی جائیگی اور دوسرے نئے سکول جاری کرنے میں مدد کی جائے گی *

ضلع لدھیانہ میں ایک مسجد گرا دی گئی

یہ نہایت ہی رنج اور افسوس کی بات ہے - کہ سکھوں کی طرف سے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے اور ان کو مذہبی فرائض کی ادائیگی سے بجبر روکنے کے حادثات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں - تازہ واقعہ ضلع لدھیانہ کے ایک گاؤں ٹنگلی کلاں میں رونما ہُوا ہے - جہاں کے پانچ فیصدی مسلمانوں نے ۱۹۳۲ء میں ایک جگہ قیمتاً خرید کر مسجد تعمیر کی - اور وہ اسی وقت سے نماز باجماعت ادا کرتے چلے آ رہے تھے - لیکن اس وجہ سے کہ مسلمان اس کے دروازے وغیرہ تعمیر کر رہے تھے - ۲۲ - فروری کو ہندوؤں اور سکھوں نے صبح کی نماز کے وقت مسجد میں گھس کر نمازیوں پر حملہ کر دیا - اور انہیں بُری طرح زدوکوب کرنے کے بعد مسجد کی دیواریں اور محراب بھی گرا دیا - علاوہ ازیں مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کر کے بھی ان کو زخمی کیا - نہ معلوم سکھوں کی یہ روز افزوں شوریدہ سری اور حکومتِ پنجاب کی سہل انگاری کیا رنگ لائے گی *

ورثہ کے متعلق شریعت اسلامی کے ضروری احکام

(۱)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کے موقعہ پر بعض ایسے معاملات دینیہ کے متعلق جن کو موجودہ زمانہ کے مسلمانوں نے بالکل ترک کر دیا ہے یا اگر بالکل ترک نہیں کیا۔ تو ان کا اکثر حصہ ترک کر رکھا ہے، جماعت کے مخلصین کو توجہ دلائی۔ کہ ان معاملات کو بموجب احکام شریعت دنیا میں قائم کریں۔ تاکہ اس مقصد کی تکمیل ہو جس کے لئے جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے ہیں اور خدا تعالےٰ کا وہ وعدہ جو اس نے اپنے مامور کے ذریعہ غلبۂ اسلام کے متعلق کیا ہے اس کے پورا کرنے کے ثواب میں ہم بھی حصہ دار بن سکیں۔ کیونکہ انبیاء دنیا میں محض تخم ریزی کرنے آتے ہیں باقی تمام کام بعد میں نبی کی قوم کو کرنا ہوتا ہے۔ سو اگر ہم خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ خدا اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی سب باتوں پر عمل کریں۔ اور ان کے بیان کردہ طریق اختیار کریں۔ تاکہ ہم اس منزلِ مقصود تک پہونچ سکیں۔ جس کے لئے وہ دنیا میں مبعوث کئے گئے ہیں

مسلمانوں کی حالت

اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت یہ ہے۔ کہ انہوں نے شریعتِ اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ اور طرح طرح کی بدعتوں میں گرفتار ہو کر اسلام سے کوسوں دور ہو گئے ہیں۔ اسی حالت کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے تاکہ آپ پھر شریعت کو قائم کریں۔ اور ان امور کو جن کو لوگوں نے اپنی نفسانی خواہشات کے ماتحت پس پشت ڈال رکھا ہے۔ از سر نو دنیا میں قائم کر کے ان کا احیاء کریں۔ چنانچہ ان اہم امور دینیہ میں سے جن کو مسلمانوں نے چھوڑا ہوا ہے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس کے متعلق جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت سے عہد لیا تھا۔ کہ وہ اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ ایک وراثت کا مسئلہ ہے مسلمان عام طور پر عورتوں کو ورثہ میں سے حصہ نہیں دیتے۔ اور ترکہ سے ان کا حصہ نہیں نکالتے۔ الا ماشاء اللہ۔ چونکہ وراثت کا مسئلہ ایسا ہے جو قبل ازیں اخباروں یا رسائل وغیرہ کے ذریعہ جماعت کے سامنے وضاحت سے نہیں آیا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس کے متعلق حسب ضرورت کچھ لکھا جائے۔ تاکہ جماعت کے لوگ بموجب تاکید حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس پر عمل کر سکیں ؁

علم فرائض کی اہمیت

عربی زبان میں اس علم کا نام علم فرائض ہے۔ اور اس کی اہمیت اس کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ کیونکہ فرائض ان امور کو کہتے ہیں۔ جن کو خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں پر واجب کر دیا ہے۔ مگر خدا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جتنی اس علم کی اہمیت ظاہر کی تھی۔ اور اس کو ضروری اور لابدی قرار دیا تھا۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اتنا ہی اس کو غیر ضروری گردانا حالانکہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں جہاں ترکہ کی تقسیم اور ہر ایک وارث کا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ وہاں یوصیکم اللہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور اس طرح وصیت کا لفظ رکھ کر ہر ایک مسلمان کو اس پر عمل پیرا ہونے کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ وصیت کے لغۃً معنے موکد حکم کے ہیں۔ اور وصیت ایسے معاملہ کو کہتے ہیں۔ جس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان

پھر اس علم کی اہمیت کی طرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کو خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم وهو ينسى وهو اول شیء ينزع من امتی۔ کہ علم وراثت خود سیکھو۔ اور دوسروں کو سکھلاؤ۔ کیونکہ یہ نصف علم ہے۔ اور یہ علم وہ ہے۔ کہ لوگ اس کو بھول جائیں گے۔ اور تمام علوم میں سے سب سے پہلے یہی علم میری امت میں سے اٹھیگا ؁

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی اس علم کی اہمیت اور ضرورت کو واضح طور پر عیاں کر رہا ہے۔ اس لئے کہ اس علم کا تعلق ہر بچے۔ جوان بوڑھے۔ مرد اور عورت سے ہے۔ چنانچہ بچہ اگر صحیح و سالم پیدا ہو۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد ہی مر جائے۔ تو وہ وارث ہوتا ہے۔ اور اس کے دوسرے وارث ہوتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جس طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ اس علم کو بھلا دیا جائیگا۔ اور لوگ جلدی اس کو متروک کر دیں گے۔ ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ آجکل بمشکل ۵ فیصدی ایسے مسلمان ملیں گے۔ جو اس پر بموجب شریعت عمل پیرا ہوں۔ حالانکہ قرآن کریم نے وصیت کو دَین پر مقدم رکھ کر بلحاظ ادائیگی کے لحاظ سے وہ پیچھے ہے۔ وصیت کی اہمیت کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا تھا۔ اور علم فرائض کو یوصی کے لفظ سے شروع کیا تھا جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ یہ حکم ایک موکد حکم ہے۔

علم فرائض کو نصف علم قرار دینے کی وجہ

بعض علماء نے اس بات کے متعلق بحث کرتے ہوئے کہ اس علم کو نصف علم کیوں کہا گیا ہے۔ یہ بات بیان کی ہے۔ کہ انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک حالتِ حیات دوسری حالتِ ممات چونکہ اس علم کا تعلق حالتِ ممات کے ساتھ ہے۔ اس لئے اس کو نصف علم کہا گیا ہے بخلاف دوسرے علوم کے کہ ان سب کا تعلق حالت حیات کے ساتھ ہوتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ جو آدمی اپنی زندگی میں اپنی جائداد وارثوں کے سپرد کر دے۔ یا ان میں تقسیم کرنی شروع کر دے۔ وہ غیر مناسب فعل کا ارتکاب کرے گا۔ کیونکہ اس کو کیا پتہ کہ جو تقسیم وہ اب کر رہا ہے وہی ترکہ ہوگا۔ یا اس سے کم و بیش۔ پھر اگر زندگی میں ہی وہ جائداد کو تقسیم کر دے گا۔ تو اپنا گزارہ کس طرح چلائے گا ؁

ایک غلط فہمی کا ازالہ

میری اس بات سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو یہ فرمایا ہے کہ عورتوں کو حصہ دو۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ان کو اپنی زندگی میں تقسیم کر دو۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی بھائی اپنے بھائی کا وارث ہوا ہے۔ حالانکہ اس کے ساتھ اس کی بہن بھی تھی۔ اور اس نے اس بہن کو حصہ نہیں دیا۔ اور سارا مال خود لے لیا ہے۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ اپنی بہن کو اب حصہ دے دے۔ اسی طرح اگر کوئی بیٹا اپنے والد کا وارث ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کی بہن بھی تھی۔ اور وہ بیٹا ساری جائداد کا مالک بن گیا تھا۔ اور اپنی بہن کو اس نے کچھ نہ دیا ہو۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ اپنی بہن کو اب شریعت کے مطابق حصہ دے دے

تاکہ ترکہ بموجب شریعت تقسیم ہو۔ اسی طرح اگر کسی بھائی نے اپنی بہن کو حصہ نہیں دیا۔ حالانکہ وُہ حقدار تھی۔ تو وُہ اس بہن کو اب حصہ دیدے۔ اور اگر وُہ بہن موجود نہ ہو۔ تو اس کی اولاد کو دے۔ یا اولاد کی اولاد کو دے۔ غرض کہ جہاں تک اس کو علم ہو سکے۔ کہ فلاں وارث جس کو حصہ نہیں ملا تھا۔ اس کے ورثاء فلاں فلاں زندہ ہیں۔ ان کو ان کا حصہ اب ادا کرے تاکہ جب خدا تعالےٰ کے پاس جائے تو دوسروں کے حقوق سے بری ہو۔

تجہیز و تکفین

میّت کے ترکہ کے ساتھ چار حقوق متعلق ہوتے ہیں۔ جو ترتیب وار ہیں۔ یعنی یہ جائز نہ ہوگا۔ کہ جو پہلا ہے۔ اس کو دوسرا۔ اور جو دوسرا ہے۔ اس کو پہلے کر دیا جائے۔ بلکہ ہر ایک کو اس کی جگہ رکھا جائے۔

۱۔ جب کوئی آدمی مر جائے۔ تو سب سے پہلے اس کے مال میں سے تجہیز و تکفین کی جائے۔ اور اس تجہیز و تکفین میں اس بات کو مدنظر رکھا جائے۔ کہ نہ تو تجہیز و تکفین میں کوئی فضول خرچی ہو۔ اور نہ ہی کمی۔ یعنی مرد کو تین کپڑوں میں بموجب شریعت کفنایا جاتا ہے۔ اگر اسے دو میں یا ایک میں کفنایا جائے۔ یا تین کی بجائے پانچ میں کفنایا جائے۔ تو جائز نہیں۔ یا یہ کہ زندگی میں وہ اعلےٰ درجہ کا لباس پہنتا رہا ہو۔ مگر مرنے کے بعد اس کو معمولی کپڑے میں کفنایا جائے۔ یا زندگی میں وہ معمولی کپڑے پہنتا رہا ہو۔ اور مرنے کے بعد اس کو ریشمی کپڑوں میں کفنایا جائے۔ یہ درست نہیں ہوگا۔ غرضیکہ قدر و قیمت میں دونوں اطراف کا لحاظ رکھا جائے۔ نہ ہی زیادتی ہو۔ اور نہ ہی کمی۔ بلکہ بین کے طریق کو مدنظر رکھ کر تجہیز و تکفین کی جائے۔

کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر کسی میّت کا کوئی ترکہ نہ ہو۔ تو اس کی تجہیز و تکفین کس طرح کی جائے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیے۔ کہ ایسے آدمی کا خرچ ولقعہ جو ادا کرتا ہو۔ وُہ اس کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرے۔ اگر ایسی صورت بھی نہ ہو۔ تو پھر تجہیز و تکفین قومی بیت المال کے ذمہ ہوگی۔ لیکن موجودہ صورت میں جبکہ اسلامی سلطنت نہیں۔ اگر کوئی سخت غربت اور تنگدستی کی حالت میں مر جائے اور اس کا کوئی ایسا ولی بھی نہ ہو۔ جو اس کے اخراجات کا متحمل تھا۔ تو ایسی صورت میں جہاں وُہ فوت ہو۔ وہاں کے مسلمانوں پر فرض ہے۔ کہ اس کی تجہیز و تکفین کریں۔ اور احمدی ہونے کی صورت میں اس شہر یا گاؤں کی احمدیہ جماعت اس کے تجہیز و تکفین کا بندوبست کرے۔

قرض کی ادائیگی

۲۔ تجہیز و تکفین کے بعد جتنا مال بچے۔ اس سے مرنے والے کا قرض ادا کیا جائے۔ بشرطیکہ ترکہ اس قدر ہو کہ اس سے سب قرضے ادا کئے جا سکتے ہوں۔ اور اگر ترکہ کم ہو۔ اور سارا قرضہ نہ اُتر سکتا ہو۔ تو سب سے اول ان قرضوں کو ادا کیا جائے گا۔ جو حالتِ صحت کے قرضے ہوں۔ اور ثابت شدہ ہوں۔ یا مرض کے وقت کے قرضے ہوں۔ لیکن وُہ قرضے اسبابِ معلومہ کی وجہ سے لاحق ہُوئے ہوں۔ اور ہر ایک ان اسباب کو جانتا ہو۔ مثلاً ادویات کی قیمت ہے یا ڈاکٹر کی فیس وغیرہ ہے۔ اگر ایسی حوائج ضروریہ کی وجہ سے کچھ قرضہ ہو گیا ہو۔ تو اس کا بھی ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ قرضے صحت کے قرضوں کی طرح ہی شمار ہوں گے۔ اور عورت کا مہر بھی قرضوں میں شمار ہوگا۔ جب حالتِ صحت کے قرضے ادا ہو جائیں۔ تو پھر ان قرضوں کو ادا کیا جائے۔ جن کا مرنے والے نے حالتِ مرض میں اقرار کیا ہو۔ میّت کا ترکہ اگر اتنی مقدار میں ہو۔ کہ اس سے سب قرضہ ادا ہو سکتا ہو۔ تو قرضہ ادا کر دیا جائے۔ اور اگر کم ہو۔ تو اس صورت میں اگر قرضخواہ ایک ہی شخص ہو۔ تو جتنا ترکہ ہے۔ سب اس کو دے دیا جائے۔ اگر ایک نہیں۔ بلکہ کئی ہوں۔ تو پھر اس ترکہ کو مجموعی تعداد قرضہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ اور بحصہ رسدی ان قرضخواہوں کو ان کا قرضہ ادا کر دیا جائے گا۔ مثلاً زید نے (الف) کے پانچ روپیہ (ب) کے چھ روپیہ (ج) کے آٹھ روپیہ دینے ہیں۔ اور ترکہ اس کا کل دس روپیہ ہے تو اس کی تقسیم اس طرح کی جائے گی۔ کہ کل قرضہ کو جمع کیا جائے۔ جو انیس روپیہ بنیں گے۔ اس کے بعد دس روپیہ کے انیس حصص کئے جائیں گے۔ اور ان میں سے پانچ حصہ پانچ روپیہ والے کو۔ اور چھ حصہ چھ روپیہ والے کو اور آٹھ حصہ آٹھ روپیہ والے کو دیئے جائیں۔ اور طریقِ حساب سے اس طرح بھی اس کا حل ہو سکتا ہے۔ کہ مجموعہ قرضہ کی تعداد مثلاً جو اس وقت انیس ۱۹ ہے۔ اور ترکہ کا روپیہ کل دس ہیں۔ جو قرضہ سے کم ہے۔ تو اس صورت میں اس کے حل کرنے کا یہ طریق ہے۔ کہ الف کے پانچ حصص جو انیس میں سے ہیں۔ ان کو دس کے ساتھ ضرب دی جائے (۵ × ۱۰ = ۵۰) اور حاصل ضرب پچاس کو انیس ۱۹ پر تقسیم کیا جائے۔ تو الف کا حصہ نکل آئے گا۔ اسی طرح باقیوں کا حصہ نکال لیا جائے گویا مذکورہ صورت میں الف کو ۲ - ۱۰ - $\frac{۵}{۱۹}$۱ اور ب کو ۳ - ۲ - $\frac{۶}{۱۹}$۶ اور ج کو ۴ - ۳ - $\frac{۸}{۱۹}$۴ ملیں گے۔

وصیّت

۳۔ میّت کا قرضہ ادا کرنے کے بعد اگر مال بچ جائے۔ تو پھر باقی بچے ہُوئے مال کا زیادہ سے زیادہ $\frac{۱}{۳}$ حصہ میّت کی وصیت میں ادا کیا جائے۔ بشرطیکہ اس نے کوئی وصیت کی ہو۔ خواہ وُہ وصیت کسی ایک کے حق میں کی ہو۔ یا مختلف لوگوں کے حق میں خواہ ایک وصیت ہو۔ یا کئی وصیتیں ہوں۔ غرضکہ ہر دو صورتوں میں وُہ سب کی سب وصیتیں زیادہ سے زیادہ $\frac{۱}{۳}$ مال سے ادا کی جا سکتی ہیں۔ ہاں یہ دیکھا جائے گا۔ کہ آیا تمام موصیٰ لہم کو وصیت کردہ رقم کے مطابق روپیہ مل سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر مل سکتا ہے۔ تو ادا کر دیا جائے گا۔ ورنہ $\frac{۱}{۳}$ بقیہ مال کا ایسے کر حصّہ رسدی کے طور پر ہر ایک کو اس کی وصیت کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ میں اوپر قرضہ میں مثال دے کر سمجھا چکا ہُوں جیسیت کو خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں دَین پر مقدم رکھ کر اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ورنہ عملی طور پر وصیت کا درجہ قرضہ کے بعد ہے۔ کیونکہ دَین یعنی قرضہ کے لئے ثبوت موجود ہوتا ہے۔ اور وُہ اسبابِ معلومہ کی وجہ سے انسان پر واجب ہوتا ہے۔ اس واسطے ورثاء اس کی ادائگی سے انکار نہیں کر سکتے۔ اور نہ ان پر اس کے قرضہ کی ادائیگی دوبھر ہوتی ہے۔ کیونکہ وُہ جانتے ہیں۔ قارض عدالتی طور پر۔ یا لڑ جھگڑ کر بھی اپنا قرضہ وصُول کرے گا بخلاف وصیت کے کہ وہ ایک ایسا حق ہے۔ جو بلا عوض ہوتا ہے۔ اور اس کا کوئی ثبوت بغیر اقرار میّت کے نہیں ہوتا۔ اس واسطے اس کو دَین پر مقدم رکھ کر ورثاء کو اس کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا ہے۔ تاکہ ورثاء اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں اور اس کی ادائیگی کو اپنے اوپر دوبھر نہ خیال کریں۔ ورنہ ادائیگی کے لحاظ سے وصیت کا درجہ قرضہ کے بعد ہے۔ جیسا کہ صریح حدیث میں آتا ہے کہ ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قضٰی بالدَّین قبل الوصیّۃ۔ اور ترتیب طبعی بھی یہی تقاضا کرتی ہے۔ کہ وصیّت کا مقام قرضہ کی ادائیگی کے بعد۔ اور میراث سے پہلے ہو۔ کیونکہ جس طرح ایک وارث کو حق دوسرے کی جائداد سے بغیر کسی معاوضہ کے ملتا ہے۔ اسی طرح وصیّت کا حق بھی ایک اجنبی کو بلا عوض میّت کے مال سے ملتا ہے۔ اور اس حق کی تعیین خود مرنے والا اپنی زندگی میں کر جاتا ہے۔

خاکسار عبدالرحمان (جٹ) مولوی فاضل
مدرس مدرسہ احمدیہ۔ قادیان۔

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فیصلہ کن مُناظرہ

مولوی محمد علی صاحب کیوں نہیں کرتے

بے جا عُذر

"الفضل" ۱۴، ۱۶ و ۲۳ دسمبر ۱۹۳۷ء میں خاکسار نے فیصلہ کن مناظرہ سے جناب مولوی محمد علی صاحب کا صریح گریز کے عنوان سے تین مقالات لکھے تھے۔ جن کے جواب سے مولوی صاحب موصوف نے کلیتہً خاموشی اختیار فرمائی۔ مولوی عمرالدین صاحب لکھتے ہیں:

"میں نے ان مضامین کا جو "الفضل" میں نکلے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر کی خدمت میں ذکر کرکے جواب کے لئے عرض کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر میاں صاحب خود کچھ لکھتے۔ تو میں جواب دیتا۔ مولوی اللہ دتا صاحب کی تحریروں کا کیا ہے۔ وُہ جو چاہیں لکھتے رہیں۔"

(پیغام صلح ۲۶ر جنوری ۱۹۳۸ء)

افسوس کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کو یہ عذر دسمبر ۱۹۳۷ء میں سوجھا۔ جبکہ ان کے گریز کو واضح کر دیا گیا تھا ورنہ قبل ازیں وُہ خاکسار کے مضامین کے متعلق لکھتے رہے ہیں۔ بلکہ خطباتِ جمعہ میں ارشاد فرماتے رہے ہیں اب یہ بے اعتنائی بے معنی ہے۔ جناب مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ اخبار الفضل میں شائع فرما چکے ہیں کہ:۔

"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے مولوی ابوالعطاء صاحب سے کہا تھا کہ میں مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب سے خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں۔ آپ ان سے شرطیں طے کریں۔" (۲۰ر دسمبر ۱۹۳۶ء)

پس میرا جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں بعض معروضات پیش کرتا رہا ہوں۔ وہ یونہی نہیں بلکہ اس تحریر کی بنا پر تھیں۔ اور الحمدللہ مجھے مولوی محمد علی صاحب کی طرح کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کہ ایک بات مان کر پھر اس کا انکار کر دوں۔ یا ایک شرط کو غیر معقول قرار دے کر چھوڑنے کے بعد پھر اس پر اصرار کروں۔ بہرحال مولوی صاحب کا یہ کہنا درست نہیں کہ "مولوی اللہ دتا صاحب کی تحریروں کا کیا ہے۔ وُہ جو چاہیں لکھتے رہیں۔

اختلاف کی اصل جڑ کیا ہے

مولوی عمرالدین صاحب نے لکھا ہے:۔

(۱) "خلاصہ کلام یہ کہ ہم مسئلہ کفر و اسلام کو اہم اور مقدم کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک یہی سب سے بڑا سوال ہے۔ اور قادیانی جماعت چاہتی ہے۔ کہ بحث نبوت مسیح موعودؑ پر ہو۔ اور ضمناً مسئلہ کفر و اسلام پر بھی بحث ہو جائے۔"

(۲) "بحث صرف کفر و اسلام میں ہونی چاہیئے تاکہ اصل جڑ جو سارے اختلاف کی ہے۔ وہ صفائی سے باہر نکل آئے۔"

گویا مولوی عمرالدین صاحب کے نزدیک اب جماعت احمدیہ اور لاہوری فریق میں صرف مسئلہ کفر و اسلام پر بحث ہونی چاہیئے۔ کیونکہ دراصل یہی مسئلہ اہم اور مقدم ہے۔ اس سے آگے چل کر مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"دیکھو ہم میں اور تم میں مسیح موعودؑ کی نبوت پر اتفاق ہے۔ کیونکہ باوجود غلو کے آخر تم بھی مانتے ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود ظلی۔ بروزی یا مجازی نبی ہیں۔ اور یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس مجازاً نبی ہیں۔ ظلی نبی ہیں۔ بروزی نبی ہیں امتی نبی ہیں۔ گو وہ حقیقی نبی نہیں ہیں۔ پس نبوت مسیح موعود پر بحث کی کیا ضرورت ہے۔"

جب انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ تو کہاں سے کہاں جا گرتا ہے۔ مولوی عمرالدین صاحب مسئلہ نبوت پر فیصلہ کن بحث سے مولوی محمد علی صاحب کو بچانے کے لئے کتنے رکیک استدلال کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ "ہم میں اور تم میں مسیح موعود کی نبوت پر اتفاق ہے" بالکل غلط ہے۔ اور اسی بنا پر مسئلہ نبوت پر بحث کی عدم ضرورت ثابت کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔ مولوی عمرالدین صاحب شخصی طور پر جماعت احمدیہ اور اہل پیغام کے درمیان برزخی حالت میں ہیں۔ ورنہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ نظریہ نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے تو لکھا ہے:۔

"میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو۔ اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حد تک ہم میں اتفاق بھی ہے۔ اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلاف بھی ہے۔ جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں۔ وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں۔" (ٹریکٹ "نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق" صلہ)

پس مولوی عمرالدین صاحب کی بنیاد بھی غلط اور اس سے استدلال بھی باطل ہے درست یہی ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ سب سے پہلے صرف مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ جو غیر مبایع بھی اس کے خلاف بات کہتا ہے۔ وُہ اپنے مرکز سے ہٹ کر اپنا بچاؤ کرنا چاہتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی یہ تحریر قطعی طور پر فیصلہ کن ہے۔ کہ مناظرہ صرف اور صرف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہونا چاہیئے۔ ہم نے بارہا اس عبارت کو پیش کرکے خدا کا واسطہ دے کر مولوی محمد علی صاحب سے درخواست کی۔ کہ وُہ اس عبارت کی روشنی میں فیصلہ کن مناظرہ کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار کریں۔ مگر انہوں نے آج تک ایک مرتبہ بھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔

مسئلہ نبوت پر بحث کی ضرورت

مولوی عمرالدین صاحب اس عبارت کو بار بار پیش کرنے پر ناراض ہو کر لکھتے ہیں:۔

"قادیانیوں کو صرف نبوت پر بحث کے لئے غالباً اس لئے ضد ہے۔ کہ اس میں متشابہ عبارتوں سے وہ دھوکہ (؟) دے سکتے ہیں۔ جن سے خود بھی وہ فریب خوردہ ہیں۔ مگر بہانہ یہ ہے۔ کہ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کبھی لکھ چکے ہیں۔" الخ

خدا جانتا ہے کہ ہم صرف حق کی خاطر صحیح مسلک پر قائم ہیں۔ اور چونکہ اس مسلک کی تائید مولوی محمد علی صاحب کے حلفیہ بیان سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر مصر ہیں۔ چونکہ غیر مبایعین کے امیر اور غیر امیر جواب سے عاجز ہیں۔ اور انہیں بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام اور دعوے کی تعیین کے غیر احمدیوں کے مقام کا زیادہ فکر ہے۔ یا یوں کہیئے کہ وہ غیر احمدیوں پر اپنا خیر خواہ ہونا ظاہر کرنے کے لئے اپنے حلفیہ بیانات کو بھی پس پشت ڈال کر صحیح مسلک سے انحراف کر رہے ہیں۔ اسلئے وُہ یہ طریق اختیار کر رہے ہیں۔ مولوی عمرالدین صاحب کی عبارت قابل داد ہے کہ انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کو نقل کرکے اسکے بالکل برعکس یہ استدلال کیا ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ صرف کفر و اسلام میں بحث ہو اور نبوت کے موضوع پر ہرگز بحث نہ ہو

یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کوئی عیسائی سورۂ اخلاص سے تثلیث کا استدلال کرے۔ اس قدر غلط استدلال کرنے والے کی حالت پر اللہ ہی رحم کرے۔ مولوی محمد علی صاحب کی عبارت پبلک کے سامنے ہے۔ مولوی صاحب خود اس کی تاویل نہیں کر سکتے۔ اور ہم اس عبارت کے مطابق سب سے پہلے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فیصلہ کن بحث کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے تصفیہ تک مولوی محمد علی صاحب کی خواہش کے مطابق باقی تمام معاملات کو ملتوی رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اسے منظور کریں گے؟

مسئلہ کفر و اسلام مسئلہ نبوت کی فرع ہے

مولوی عمر الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر تشریعی نبی مانتے ہوئے لکھا ہے "غیر تشریعی انبیاء کے انکار پر کفر و اسلام کے سوال کو نبوت کی فرع قرار دینا پرلے درجے کی جہالت ہے۔ جو مولوی اسعد اللہ صاحب جیسے قادیانی فاضل اور حضرت مسیح موعود کے دشمن امرتسری مولوی فاضل سے غلو اور دشمنی کے باعث ظاہر ہوئی ورنہ مسئلہ بالکل صاف ہے" درحقیقت غیر مبائعین کی اسی تہذیب اور متانت کے باعث بہت سے لوگ انہیں قابل خطاب نہیں سمجھتے۔ مولوی عمر الدین صاحب نے جوش میں یہ سطور تو لکھ دی ہیں۔ مگر انہیں معلوم نہیں کہ ان کی زد کہاں تک پہنچتی ہے خود مولوی محمد علی صاحب لکھ چکے ہیں:۔

۱:۔ "اتنی بات (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت والی بات) کو اگر سمجھ لو تو مسئلہ کفر و اسلام خود حل ہو جاتا ہے" (ٹریکٹ نبوت کاملہ)

۲:۔ "اسی مسئلہ نبوت پر تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنیاد ہے" (النبوۃ فی الاسلام دیباچہ صفحہ)

مولوی محمد علی صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ہی کفر و اسلام کی بنیاد قرار دیں۔ گویا نبوت کو اصل اور کفر و اسلام کو اس کی فرع قرار دیں۔ لیکن مولوی عمر الدین صاحب اسے پرلے درجہ کی جہالت بتلاتے ہیں۔ مولوی عمر الدین صاحب کے الفاظ کی زد سیدنا حضرت مولانا نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی پڑتی ہے۔ جنہوں نے صاف فرمایا ہے

الف:۔ "ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود ہیں جب کوئی نبی آیا۔ اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے؟ ایچ پیچ کرنی اور بات ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے کفر ایمان اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پہلے نبی آتے رہے ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا؟ اور کوئی سوال اٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں جواب تم کہتے ہو۔ کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں؟"

ب "غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دئیے گئے ہیں۔ حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے.... ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکمے لوگ اس میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں۔" (اخبار بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے یہ کلمات غیر مبائعین کے موجودہ بکھیڑے کا قطعی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ حضور نے مسئلہ کفر و اسلام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی فرع قرار دیا ہے۔ اب بھی اگر مولوی عمر الدین صاحب نہ سمجھیں تو ان کی مرضی۔

میرے نزدیک اس حوالہ کے بعد مولوی محمد علی صاحب کے لئے کوئی مفر باقی نہیں۔ اگرچہ اس سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کفر منکرین کا یقینی فیصلہ ہو چکا ہے۔ لیکن اگر بحث کی ضرورت ہو تو وہ بہر حال مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہو گی اور فیصلہ کن ہو گی۔ میں جانتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب میں اس کی قطعاً ہمت نہیں اور وہ ہرگز ہرگز اس پر آمادہ نہ ہوں گے۔ نہ ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی غیر مبائع دوست کو اس میں شک ہو۔ تو وہ پوری کوشش کر دیکھے۔

صریح غلط بیانی

جب سے فیصلہ کن مباحثہ کی طرح ڈالی گئی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے صریح غلط بیانی کرتے ہوئے بار بار منبر پر کھڑے ہو کر کہا۔ کہ قادیانی مسئلہ کفر و اسلام میں بحث سے گریز کر گئے۔ اور ان کو اس میں کھلی شکست حاصل ہو گئی۔ ہم نے ہمیشہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ہم کسی مسئلہ پر بحث سے گریز نہیں کرتے۔ عملاً ہم نے تحریری مناظرہ میں غیر مبائعین کے اصرار پر ان کے اس بت کو بھی پاش پاش کر دیا بلکہ ہم بحث کے صحیح طریق پر عمل پیرا ہونے کیلئے زور دے رہے ہیں۔ اور وہ صحیح طریق خود مولوی محمد علی صاحب کا تجویز کردہ ہے وہ اس پر خدا کی قسم کھا چکے ہیں۔ مگر غیر مبائعین کے امیر نے پبلک میں ہمیشہ ہماری پوزیشن کو غلط طریق پر پیش کیا۔ جو ایک افسوسناک امر ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب نے بھی لکھا ہے:۔

"قادیانی جماعت کو کفر و اسلام کے مسئلہ پر دراصل بحث کرتے ہوئے بہت ڈر آتا ہے اس لئے وہ اس موت کے پیالے کو بہانوں سے ٹالنا چاہتے ہیں۔" (پیغام صلح ۲۶ جنوری ۱۹۳۸ء)

ہمارا بہانہ تو یہی ہے۔ کہ نبوت اصل ہے اس کے فیصلہ سے کفر و اسلام کا خود بخود فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اسے تسلیم کر چکے ہیں۔ اور اسی بناء پر ہمیں دعوت دے چکے ہیں۔ اگر یہ بہانہ ہے تو اس کے موجد خود مولوی محمد علی صاحب ہیں اور کسی نے کہا ہے

ع۔ خود کردہ را علاجے نیست

مسئلہ نبوت پر کیوں بحث نہیں کیجاتی

مولوی عمر الدین صاحب نے ۱۰ر جنوری ۱۹۳۷ء کو ایک تحریر لکھ کر دی تھی۔ کہ:۔

"میرا یقین ہے۔ کہ اگر جناب میاں صاحب نے حسب تجویز مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور مناظرہ مسئلہ کفر و اسلام پر منظور نہ کیا۔ اور صرف نبوت پر ہی بحث کے لئے تیار رہے تو مولانا محمد علی صاحب اس حال میں مسئلہ نبوت پر ہی بحث کے لئے تیار ہو جائیں گے۔"

مگر جب مولوی محمد علی صاحب باوجود اپنے اس اعلان کے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کفر و اسلام پر مناظرہ کیلئے تیار نہیں ہیں۔ نبوت کے موضوع پر بحث کیلئے آمادہ نہ ہوئے۔ تو مولوی عمر الدین بہت کھسیانے ہوئے۔ بلا شبہ مولوی محمد علی صاحب کا اعلان غلط تھا۔ مگر ان کے مسلمات کے رو سے اب وہ صرف نبوت کے موضوع پر مناظرہ کے لئے مجبور ہیں۔

اب مولوی عمر الدین صاحب نے تحریر کیا ہے۔ "آپ کفر و اسلام پر بحث سے انکار نہیں کرتے۔ بلکہ ضمناً اس بحث کی پوری گنجائش دیتے ہیں۔ پس اب معاملہ صرف اس قدر رہ گیا کہ ہم مستقل مبحث مسئلہ کفر و اسلام کو قرار دیتے ہیں۔ آپ اسے ضمنی بحث رکھتے ہیں۔ فرق تو کچھ نہیں رہا۔ اگر میں خود مناظر ہوتا تو میں کہہ دیتا چلئے یونہی سہی۔ مگر مولانا محمد علی صاحب بہت محتاط انسان ہیں۔"

(خط از دہلی مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۷ء)

درحقیقت یہ مولوی عمر الدین صاحب کی ضمیر کی آواز ہے۔ پیغام صلح کے صفحات تو ان کے اخباری پراپیگنڈا کیلئے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نے کبھی صحیح رنگ میں کفر و اسلام پر بحث سے انکار نہیں کیا۔ ان کے امیر یا غیر امیر کے ایسے خطبات سراسر غلط بیانی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ سچ یہی ہے۔ کہ ہم نے غیر مبائعین کے مطالبہ کو منظور کر لیا ہے صرف بحث کو معقول طریق پر رکھا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وأتوا البیوت من ابوابھا۔ مولوی عمر الدین صاحب نے اپنے "مولانا" کا لحاظ کر کے انہیں "محتاط انسان" قرار دیا ہے۔ ورنہ ان کا دل مانتا ہے۔ کہ یہ تو مولوی محمد علی صاحب کی کھلی کمزوری اور واضح عجز ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے مناظرات کئے نہیں اس لئے انہیں مولوی عمر الدین صاحب کی رائے مان لینی چاہیئے مولوی محمد علی صاحب کوئی واجب الاطاعت امیر تو ہیں نہیں۔ میں مولوی عمر الدین صاحب کی مذکورہ بالا دستخطی تحریر کو فیصلہ کن تسلیم کرتا ہوا ان سے اور تمام غیر مبائعین سے پھر ایک مرتبہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مولوی محمد علی صاحب کو مجبور کریں۔ کہ خود سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فیصلہ کن مناظرہ کریں اگر ان میں طاقت نہ ہو یا بیماری کا عذر ہو اور غیر مبائعین راولپنڈی کے مناظرہ کو ناکافی سمجھتے ہوں۔ تو غیر مبائعین کے نمائندہ سے نظارت تبلیغ کا نمائندہ فیصلہ کن مناظرہ کیلئے تیار ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب دونوں طرح مصیبت میں ہیں۔ اگر کہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نے کفر و اسلام پر بحث سے انکار کر دیا ہے تو ان کے امیر کو ان کی تحریر ۱۰ر جنوری ۱۹۳۷ء کی رو سے صرف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بحث کرنا پڑیگی۔ اور اگر ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۷ء

جاوا میں تبلیغ احمدیت

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ میں ماہ اکتوبر میں بٹاوی پہنچا۔ اور آتے ہی جماعتوں کا معائنہ کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے انہیں اچھی حالت میں پایا۔ اور بٹاوی اور بوگر کی جماعتوں کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ خاص کر دو گر کے چھوٹے لڑکوں نے جب مل کر وہ اشعار درثمین سے پڑھے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق ہیں۔ تو اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ یہ سب محمد یقین صاحب منیر کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جو بہت محنت و شوق سے تعلیم دین میں مشغول ہیں۔ بٹاوی کی جماعت معہ ملک عزیز احمد صاحب جہاز پر آئی ہوئی تھی لوگوں سے ملاقات کر کے کلب ہوس احمدیہ میں آیا اور وہاں ایک مختصر تقریر مجھے کرنی پڑی اس کے دوسرے دن ایک پریذیڈنٹ مسلم انجمن کا میرے پاس آیا۔ کہ میں اتوار کو قانون شادی اور روئے اسلام پر لیکچر دوں۔ کیونکہ آج کل اس مسئلہ کی بہت اہمیت ہے۔ گورنمنٹ ایک قانون پیش کرنا چاہتی تھی۔ کہ جس سے طلاق اور تعدد ازدواج پر زد پڑتی تھی۔ اس لئے تمام مسلم انجمنوں نے اس پر لیکچر دیئے۔ اور میں چونکہ قادیان تھا اس لئے میرے آنے کے ساتھ ہی بعض نے خواہش ظاہر کی کہ میں بھی اس پر اپنے خیالات ظاہر کروں۔ چونکہ ماہ رمضان اس کے بعد آگیا۔ اس لئے اتوار کی رات کے جلسے بند کرنے پڑے۔ اور نماز تراویح کے بعد درس قرآن خاکسار دیتا رہا۔ جو کہ چار سپارہ تک ہوا۔ چند دن تذکرہ کا درس سید شاہ محمد صاحب نے دیا۔ اس کے بعد وہ سخت بیمار ہو گئے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ ماہ رمضان میں بعض سکولوں میں رخصتیں ہوتی ہیں۔ اس لئے احمدی استاد صاحبان اپنے اپنے علاقہ میں ٹریکٹوں کی اشاعت اور تبلیغ احمدیت کرتے رہے۔ مجھے ماہ رمضان میں باوجودیکہ دو صدمات کی خبریں پے در پے آئیں۔ جس سے طبیعت بہت پریشان تھی اور سخت دل کو تکلیف تھی بہت کام کرنا پڑا۔ میں نے ایک جگہ چار مضامین روانہ کرنے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ جن میں سے دو ختم ہو گئے ہیں اور دو باقی ہیں۔ وہ ایک عیسائی علاقہ کے لئے ہیں۔ ایک میں یہ بتایا گیا ہے کہ میں نے اسلام کو کیوں چنا۔ دوسرا کفارہ تیسرا صداقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور چوتھا تحریف بائیبل پر ہے یہ مفصل مضمون ہیں اور کتاب کی صورت میں جلد انشاء اللہ شائع ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ خطبات جمعہ میں تربیت و اتفاق پر جماعت میں خطبے کہے۔ سیرۃ النبی کے جلسہ کا اہتمام بھی کیا اس کے علاوہ میں نے آتے ہی دو کمرے کلب ہوس کے ساتھ بنانے کے لئے انجمن بٹاوی کو کہا اب وہ تیار ہو گئے ہیں جس سے آنے والوں کو بہت آسانی ہوا کرے گی۔ اس وقت میں یہ مختصر سا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوا۔ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کو دو صدمات ہوئے ہیں اور پھر میری عدم موجودگی ان کے لئے زیادہ پریشانی کا موجب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے

خاکسار۔ رحمت علی مبلغ جاوا

احمدیہ مشن گولڈ کوسٹ کی ماہوار رپورٹ بابت ماہ جنوری

ماہ زیر رپورٹ میں بتوفیق الٰہی ملک کی مختلف جہات میں ۱۱۳ لیکچر دیئے گئے۔ ۸۱ دیہات زیر تبلیغ رہے۔ ۴۳۳۳ نفوس تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ ۴۰ اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ ملک کی مالی حالت کے خراب ہونے کی وجہ سے جماعت کے چندوں پر خطرناک اثر ہے۔ مبلغین کے اخراجات سفر کا برداشت کرنا ایک معمہ بن گیا ہے۔ عرصہ تین ماہ سے مبلغین عموماً پیدل سفر کر رہے ہیں۔ دور دراز کے سفر کے لئے صرف کرایہ دیا جاتا ہے۔ تاہم مخلصین بلا تنخواہ اور نصف تنخواہ لے کر اپنے فرائض کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کو بڑھائے۔ اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار کو دو مقامات پر دورہ کے لئے جانا پڑا۔ مورخہ $\frac{1}{38}$ ۔۵ موضع اکرافل میں بعض معاملات متعلقہ سکول کو سلجھانے کے لئے اور مورخہ $\frac{1}{38}$ ۔۶ علاقہ اشانٹی میں بعض تبلیغی اغراض کے ماتحت اور تادم تحریر علاقہ اشانٹی میں ہی مقیم ہوں۔ مورخہ $\frac{1}{38}$ ۔۹ چیف آف کوکوفیری جائے رہائش پر تشریف لائے۔ انہیں اسلامی مسائل سے آگاہ کیا گیا۔ قریباً ایک گھنٹہ تک ان سے گفتگو ہوتی رہی مورخہ ۲۰ جنوری ایک غیر احمدی معلم سے ملاقات ہوئی۔ معلم موصوف کے ساتھ چالیس منٹ تک مسئلہ حیات و وفات مسیح ناصری کے موضوع پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ چونکہ نماز مغرب کا وقت قریب تھا۔ اس لئے سلسلہ کلام بند کرنا پڑا۔ اور معلم نے وعدہ کیا کہ وہ ضرور کسی روز میرے مکان پر تلاش حق کے لئے پہنچے گا۔ مورخہ ۳۰ جنوری کماسی شہر کے ایک نہایت ہی مشہور عالم کے ساتھ حیات و وفات مسیح ناصری کے مضمون پر چار گھنٹے تک عربی میں مناظرہ ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ اسے ہر ایک بات پر لاجواب ہونا پڑا۔ اس کے تمام پیش کردہ دلائل کو ایک ایک کر کے رد کیا گیا۔ حاضرین کے سامنے خود بخود اس نے اپنے عجز کا اعتراف کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ امسال ہمارے سینیئر سکول سے تین لڑکے آخری امتحان میں شامل ہوئے۔ جن میں سے ۲ نے بفضل خدا امسال امتیازی سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ جملہ مدارس کی نگرانی مسٹر جمال جانسن جنرل سکرٹری میری عدم موجودگی میں احسن طور پر بجا لا رہے ہیں نیز الحاج محمد اسحٰق صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ مشن گولڈ کوسٹ تمام جماعت ہائے کالونی کی نگرانی میں مشغول ہیں۔ اور باقاعدہ مرکز سے رپورٹ موصول ہوتی رہتی ہے۔ خاکسار ہر روز بعد نماز فجر کماسی شہر میں درس دیتا رہا۔ مبلغین کلاس کو اسباق دیئے جاتے رہے۔ روزانہ ڈاک کے خطوط کے جوابات بذریعہ پرسنل سکرٹری بلا ناغہ دیئے جاتے رہے۔ بالآخر تمام احباب کی خدمت میں ملتمس ہوں۔ کہ وہ نہایت ہی توجہ کے ساتھ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ گولڈ کوسٹ مشن کی مالی مشکلات دور فرمائے۔ اور آئندہ آنے والے تمام عوائق سے محفوظ رکھے۔ خاکسار۔ نذیر احمد مبشر سیالکوٹی مبلغ گولڈ کوسٹ

وصیت تندرستی کی حالت میں کی جائے

بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلائی جاتی ہے کہ مرض الموت کی وصیت منظور نہیں کی جائے گی۔ بعض دوست وصیت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مگر وصیت کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ ایسے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ موت کا کوئی وقت معین نہیں۔ جس وقت الٰہی حکم ہو جائے بعض دفعہ اچانک موت بھی ہو جاتی ہے ایسے دوستوں کو چاہیئے کہ فوراً وصیت کر دیں۔ یاد رہے۔ کہ بعد وفات کوئی شخص مقبرہ بہشتی میں ہرگز بلا وصیت دفن نہیں ہو سکے گا۔ بعض دوست کسی عزیز کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے متعلق خط وکتابت شروع کر دیتے ہیں۔ کہ متوفی اپنی زندگی میں وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کے متروکہ کا حصہ وصول کر کے دفن کیا جائے۔ یا بطور یادگار مقبرہ بہشتی میں کتبہ لگایا جائے۔ اس اعلان کے بعد ایسے مطالبات پر غور نہیں کیا جائے گا۔

سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

خریدارانِ الفضل جن کو وی پی ہونگے

۷ مارچ کو وی پی ڈاکخانہ میں دیدئے جائیں گے

جن خریداران الفضل کا چندہ ۲۰ فروری ۱۹۳۸ء سے ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ یا جنہوں نے گذشتہ ماہ وی پی رکوا کر قیمت نہیں بھیجی۔ ان کے نام ۸ مارچ کا پرچہ وی پی ہوگا۔ جو دوست قیمت بذریعہ منی آرڈر یا محاسب دینا چاہیں یا کسی وجہ سے وی پی وصول کرنے کے قابل اپنے آپ کو نہ پائیں۔ وہ اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ صرف انہی اطلاعات کی تعمیل ہو سکے گی۔ جو ہمیں ۶ مارچ تک مل سکیں گی۔ جن کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئے۔ ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ کہ وی۔ پی وصول کریں عدم وصولی کی صورت میں بروئے دفتری قواعد اخبار بند کر دیا جائے گا۔ (مینیجر)

۱۲۵۸۸- عبدالحکیم صاحب
۱۲۵۹۰- محمد الدین صاحب
۱۲۵۹۱- مرزا عنایت بیگ صاحب
۱۲۶۰۴- چوہدری حمید اللہ صاحب
۱۲۶۱۲- چوہدری محمد نذیر صاحب
۱۲۶۴۲- چوہدری حاکم الدین "
۱۲۶۴۳- مولوی عبداللطیف "
۱۲۶۵۱- ایم محمد اقبال صاحب
۱۲۶۷۵- سید احمد شاہ صاحب
۱۲۶۷۸- ایم۔ اے ڈبلیو خان صاحب
۱۲۶۷۹- محمد یوسف خان صاحب
۱۲۶۸۷- بابو محمد عبداللہ صاحب
۱۲۶۸۹- کے ایم گل صاحب
۱۲۷۰۰- مستری محمد اسمٰعیل صاحب
۱۲۷۰۲- سید غلام الثقلین صاحب
۱۲۷۰۳- چوہدری خورشید احمد "
۱۲۷۱۲- بابو محمد اسمٰعیل صاحب
۱۲۷۲۰- شیخ فتح محمد صاحب
۱۲۷۲۵- جیوا خاں صاحب
۱۲۷۲۶- شیخ عبدالحمید صاحب
۱۲۷۴۴- مولوی محبالرحمٰن صاحب
۱۲۷۵۷- ملک خدا بخش صاحب
۱۲۷۵۹- چوہدری عبدالاحد صاحب
۱۲۷۶۱- حکیم محمد حسن صاحب
۱۲۷۶۴- عزیز الدین احمد صاحب
۱۲۷۷۵- حکیم مرہم عیسیٰ صاحب
۱۲۷۷۷- محمد شفیع صاحب
۱۲۷۹۵- میر اسحٰق علی صاحب
۱۲۷۹۶- ملک محمد سعید صاحب

۱۲۸۰۳- ایس۔ ایم حسن صاحب
۱۲۸۳۴- عبدالرشید صاحب
۱۲۸۳۷- پروفیسر قاضی محمد اسلم "
۱۲۸۴۹- خیر مہدی صاحب
۱۲۸۶۱- محمد صوفیانی صاحب
۱۲۸۶۴- ڈاکٹر محمد یعقوب "
۱۲۸۷۴- بابو عبدالرؤف "
۱۲۹۰۰- نواب عبدالرحمٰن خان صاحب
۱۲۹۰۲- فرحت حسین صاحب
۱۲۹۱۸- شہزادہ عبدالقیوم "
۱۲۹۲۰- ملک غلام نبی صاحب
۱۲۹۲۹- ایم کے عبدالرحمٰن صاحب
۱۲۹۵۵- ماسٹر اللہ بخش صاحب
۱۲۹۷۰- محمد شریف صاحب
۱۲۹۷۵- ایس غلام اللہ صاحب
۱۲۹۹۵- چوہدری نقیر محمد صاحب
۱۲۹۹۶- شیخ مشتاق احمد "
۱۲۹۹۷- عبدالسلام صاحب
۱۳۰۰۳- میاں بشیر احمد "
۱۳۰۰۵- شیخ محمد یعقوب "
۱۳۰۱۳- نصیر الحق صاحب
۱۳۰۲۲- غلام علی صاحب
۱۳۰۲۴- مولوی غلام حسین "
۱۳۰۳۱- مولوی نور محمد صاحب
۱۳۰۳۹- ماسٹر عطاء اللہ صاحب
۱۳۰۵۴- ماسٹر اللہ داد صاحب
۱۳۰۷۹- مرزا صالح علی صاحب
۱۳۰۸۱- محمد صدیق صاحب
۱۳۰۸۶- دانشمند صاحب

۱۳۰۹۲- غلام دستگیر صاحب
۱۴۰۰۱- ہارون صاحب
۱۴۰۲۲- حافظ طیب اللہ صاحب
۱۴۰۲۴- عبدالحفیظ صاحب
۱۴۰۲۷- ڈاکٹر فتح الدین صاحب
۱۴۰۳۰- سید حیدر شاہ صاحب
۱۴۰۳۱- منشی نتھو خان صاحب
۱۴۰۳۲- میر رفیق علی صاحب
۱۴۰۳۸- چوہدری کمال الدین "
۱۴۰۵۳- احتیاج علی صاحب
۱۴۰۶۴- مولوی عبدالمنان "
۱۴۰۶۶- عطاء اللہ صاحب
۱۴۰۶۹- محمد نور عالم صاحب
۱۴۰۸۷- مولوی ولی محمد صاحب
۱۴۰۹۲- چوہدری محمد خورشید "
۱۴۰۹۸- چوہدری فضل الرحمٰن "
۱۴۱۱۹- غلام جیلانی صاحب
۱۴۱۲۱- بابو محمود حسن صاحب
۱۴۱۲۲- چوہدری عزیز احمد "
۱۴۱۲۵- چوہدری رحمت خان "
۱۴۱۴۶- چوہدری نبی احمد صاحب
۱۴۱۴۷- چوہدری محمد عبداللہ "
۱۴۱۵۶- شیخ دوست محمد صاحب
۱۴۱۵۹- مخدوم حسین صاحب
۱۴۱۶۲- بابو محمد عمر صاحب
۱۴۱۶۹- عبدالحق صاحب
۱۴۱۷۰- حافظ عبدالکریم صاحب
۱۴۱۷۲- صوفی علی محمد صاحب
۱۴۱۷۶- بیگم چوہدری سردار خان صاحب

۱۴۱۷۹- بابو محمود احمد ناصر صاحب
۱۴۱۸۲- حکیم محمد ہاشم صاحب
۱۴۱۸۴- محمد شمس الدین صاحب
۱۴۱۹۱- مولوی عبدالغنی صاحب
۱۴۱۹۳- چوہدری سراج الدین "
۱۴۱۹۴- نصیر احمد صاحب
۱۴۱۹۷- مولوی کرم الٰہی "
۱۴۲۰۲- چوہدری بشیر احمد "
۱۴۲۳۵- ڈاکٹر بی۔ ڈی احمد "
۱۴۲۵۶- ایم۔ ڈی احمد صاحب
۱۴۲۶۴- بابو محمد ابراہیم صاحب
۱۴۲۷۶- قاضی محمد نذیر صاحب
۱۴۲۷۸- رشید احمد صاحب
۱۴۲۸۱- چوہدری میاں خان صاحب
۱۴۲۸۲- ملک عبدالستار صاحب
۱۴۲۸۴- سید ہمایوں جاہ صاحب

۱۴۲۸۸- عطاء الرحمٰن صاحب
۱۴۳۲۱- ملک ولایت خان صاحب
۱۴۳۲۵- مسٹر فیض الحق خان صاحب
۱۴۳۲۷- سراج الدین صاحب
۱۴۳۲۸- احسان الٰہی صاحب
۱۴۳۳۰- سید محمد فضل الرحمٰن "
۱۴۳۳۲- عبدالہادی صاحب
۱۴۳۳۶- عبدالعزیز صاحب
۱۴۳۳۷- احمد علی صاحب
۱۴۳۴۱- شیخ عبدالعزیز صاحب
۱۴۳۴۲- غلام محمد صاحب
۱۴۳۴۳- عبدالکریم صاحب
۱۴۳۴۴- مستری محمد رمضان "
۱۴۳۴۵- محمد احمد صاحب
۱۴۳۴۶- مولوی محمد نواز صاحب
۱۴۳۵۰- رشید احمد صاحب

۱۴۳۵۲- بابو مختار احمد صاحب
۱۴۳۵۳- نور محمد صاحب
۱۴۳۵۶- برکت علی صاحب
۱۴۳۵۷- سید احمد علی شاہ "
۱۴۳۵۸- شیخ منور احمد صاحب
۱۴۳۵۹- ملک علی بخش صاحب
۱۴۳۶۰- چوہدری فتح الدین "
۱۴۳۶۱- چوہدری غلام حسین "
۱۴۳۸۹- " غلام رسول صاحب
۱۴۳۹۳- منظور احمد صاحب
۱۴۳۹۴- منشی خدا بخش صاحب
۱۴۳۹۷- مسٹر محمد حسین "
۱۴۳۹۹- چوہدری محمد الدین "
۱۴۴۰۲- " محمد عبداللہ صاحب
۱۴۴۰۶- محمد عالم صاحب
۱۴۲۰۹- محمد ابراہیم صاحب

غیر احمدی فریق کے متعلق خلاف شریعت فعل کے ارتکاب پر

جماعت احمدیہ سے اخراج

ایک شخص مسمی غلام محمد ولد رحیم بخش سکنہ عالم گڑھ ضلع گجرات کی نسبت نظارت ہذا میں یہ شکایت موصول ہوئی تھی۔ کہ وہ ایک ایسے خلاف شریعت فعل کا مرتکب ہوا ہے۔ جس کا نقصان غیر احمدی فریق کو پہنچا ہے۔ جواب طلب کرنے پر اس نے اس قصور کے ارتکاب کا اعتراف کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ اس نے فریق مخالف سے اسی قسم کے نقصان کا جو اسے فریق مخالف کی طرف سے پہنچا تھا۔ انتقام لینے کیلئے دانستہ ایسا کیا ہے۔ اگرچہ جہلا میں یہ طریق ہے۔ اور اسے بعض اوقات ان میں پسند کیا جاتا ہے۔ کہ نقصان پہنچانے والے کو اسی رنگ میں نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس رنگ میں اس سے نقصان پہنچا ہو۔ خواہ اخلاقی لحاظ سے کتنا ہی قابل اعتراض اور مذہبی لحاظ سے ناجائز ہو۔ لیکن سلسلہ عالیہ احمدیہ میں جو تعلیم الاسلام کا زندہ عملی نمونہ ہے۔ اس طریق کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اس کے افراد سے اس قسم کی حرکت ظہور میں آنا ناقابل برداشت ہے۔ لہٰذا غلام محمد صاحب مذکور کو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے جماعت احمدیہ سے خارج کیا جاتا ہے۔

ناظر امور عامہ

الفضل کی توسیع اشاعت کے متعلق اعلان

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پریس کی مضبوطی کے متعلق جلسہ سالانہ پر جو تاکیدی ارشاد فرمایا تھا۔ احباب اور جماعتوں کو اس پر لبیک کہنے کا موقعہ بہم پہنچانے کیلئے مولوی ظہور الحسن صاحب بطور نمائندہ الفضل مختلف مقامات کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب ان کے ساتھ پورا تعاون کریں۔

ایسے تمام معاونین کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ درج اخبار کر کے احباب کو ان کے لئے دعا کی درخواست کی جائیگی۔ نیز ایسے معاونین کی ایک فہرست ۴

۴ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی دعاء کیلئے پیش کی جائیگی۔ امید ہے کہ احباب الفضل کی توسیع اشاعت میں پوری طرح حصہ لیں گے۔ مینیجر الفضل

وصیتیں

نمبر ۴۹۷۸:- منکہ مرزا عزیز احمد ولد مرزا سلطان احمد قوم مغل برلاس عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۲/۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے
(۱) پانچ مربعہ اراضی واقعہ چک ۳۶/۴ ۳ نزد اوکاڑہ ضلع منٹگمری (۲) اراضی بقدر ساٹھ گھماؤں واقع قادیان جس میں میرا نصف حصہ ہے۔ (۳) اراضی بقدر پندرہ گھماؤں واقعہ موضع کھینی بانگر ضلع گورداسپور جس میں میرا نصف حصہ ہے (۴) چند دوکانات واقعہ قادیان جن میں میرا نصف حصہ ہے۔ (۵) مکان رہائشی واقعہ قادیان جس میں میرا نصف حصہ ہے۔

اس جائداد کے علاوہ میری آمد بصورت تنخواہ اس وقت سات سو ستّر روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی آمد اور جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس آمد میں اضافہ ہو تو اس نسبت سے حصہ آمد زیادہ ادا کرتا ہونگا۔ نیز میری وفات پر جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی اتنے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

العبد:- مرزا عزیز احمد
گواہ شد:- مرزا بشیر احمد
گواہ شد:- چوہدری عبد الرحیم محلہ دارالرحمت قادیان

نمبر ۴۹۸۲:- منکہ محمد عبد الغفار ولد شیخ امام صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ صوبہ حیدرآباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

اس وقت میری جائداد غیر منقولہ بصورت مکانات تقریباً گیارہ سو روپیہ سکہ عثمانیہ کی مالیت کے ہیں۔ اور جائداد منقولہ بصورت تجارتی مال چار سو روپیہ سکہ عثمانیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی مبلغ پینتیس روپے سکہ عثمانیہ ہے ان سب کی میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اگر اس حصہ وصیت میں میں کوئی رقم اپنی وفات سے قبل صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرا دوں تو وہ میری وصیت کی رقم سے منہا کر دی جاوے۔ میری وفات پر اگر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی

العبد:- محمد عبد الغفار ولد شیخ امام صاحب مرحوم
گواہ شد:- ولی محمد احمدی یادگیر
گواہ شد:- عبد العزیز ولد شیخ امام صاحب مرحوم

نمبر ۴۹۸۰:- منکہ مرزا منیر احمد ولد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷-۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں البتہ مجھے والد صاحب کی طرف سے مبلغ صہ روپے بطور ذاتی خرچ ملتے ہیں۔ میں اس رقم کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور آئندہ اس آمد میں جس قدر اضافہ ہوگا۔ اس کا بھی دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ساتھ ساتھ ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر میری جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔

العبد:- مرزا منیر احمد
گواہ شد:- مرزا بشیر احمد والد موصی
گواہ شد:- مرزا حمید احمد برادر موصی

نمبر ۴۹۸۱:- منکہ عزیزہ رضیہ بیگم زوجہ مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان عمر ۱/۲ ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے
(۱) مہر جو خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ پندرہ ہزار روپیہ -/۱۵۰۰۰
(۲) بصورت زیور چھ صد روپیہ -/۶۰۰
(۳) نقد چھ صد روپیہ

میں اس جائداد مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر اس کے علاوہ اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں ادا کردوں تو وہ حصہ وصیت کردہ میں سے منہا سمجھا جائے گا۔

الامۃ:- عزیزہ رضیہ بیگم بقلم خود
گواہ شد:- مرزا گل محمد بقلم خود خاوند موصیہ
گواہ شد:- احسان علی فیض عام میڈیکل ہال قادیان

نمبر ۴۹۷۹:- منکہ محمد اسحاق ولد چوہدری چراغ دین صاحب نمبردار قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن گوکھووال چک ۲۷۶ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۱/۳۷ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

عـ۱:- اس وقت میری موجودہ جائداد کوئی نہیں کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔
عـ۲:- میرا گذارہ میری ماہوار آمدنی پر ہے۔ جو اس وقت عـ ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی میری آمدنی میں کمی یا بیشی ہوتی تو اس کی اطلاع دفتر کو کیا کروں گا۔ اور اسی کے مطابق حصہ آمد ادا کروں گا۔
عـ۳:- میری وفات کے بعد اگر میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد:- محمد اسحاق نگران خاص بر مکان چوہدری علی محمد صاحب محلہ دار العلوم
گواہ شد:- عبد الرحمٰن خان احمدی کارکن نظارت امور عامہ
گواہ شد:- اسد اللہ خان کارکن دفتر مقبرہ بہشتی

نمبر ۴۹۸۳:- منکہ ملک مبارک احمد خان ولد حکیم عبد العزیز خان صاحب قوم ککے زئی پیشہ تبلیغ اسلام عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ایمن آباد ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵-۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں البتہ مجھے بطور جیب خرچ اپنے ماموں صاحب سے مبلغ پندرہ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ میں اس کا دسواں حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر اس میں کچھ کمی بیشی ہوئی تو اس کا بھی دسواں حصہ ادا کرتا ہونگا۔ نیز میرے مرنے پر جو میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد:- ایم مبارک احمد خان ایمن آبادی۔ گواہ شد:- عبد الاحد مولوی فاضل ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان دارالامان

نمبر ۱۹۸۵ منکہ بشیر احمد ولد شیخ مختار بخش صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قلعہ خزانہ ڈاک خانہ گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد پندرہ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ بشیر احمد نائب محرر تعلیم وتربیت۔ گواہ شد:۔ اکبر علی انسپکٹر آف ورکس ریٹائرڈ اکبر منزل قادیان۔

گواہ شد:۔ مولا بخش پنشنر کلرک آف کورٹ حال ناظم جائیداد قادیان۔

نمبر ۱۹۸۹ منکہ امۃ اللہ بنت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب قوم سید عمر ۱۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵/۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) زیور مالیتی پانصد روپیہ

تفصیل زیور۔ کڑے ایک جوڑہ چوڑیاں چھ عدد۔ بندے جوڑہ۔ تاگا۔ ٹیپ انگوٹھی۔ سب طلائی ہیں۔

(۲) نقد پانصد روپیہ اس وقت کل ایک ہزار۔ آئندہ اگر میری کوئی آمد ہوگی۔ تو اس کا دسواں حصہ بھی دیا کرونگی اس وقت کوئی نہیں۔ الامتہ:۔ امۃ اللہ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل والد موصیہ

گواہ شد:۔ مرزا محمد شفیع بقلم خود۔

نمبر ۱۹۷۹ منکہ نصیرہ بیگم بنت مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے قوم مغل برلاس عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰/۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے ایک کنٹھی مالیت تین سو پچاس روپیہ چوڑیاں طلائی مالیت ایک سو پچاس روپے کانٹے مالیت پچیس روپے اس کے علاوہ میرا جیب خرچ دس روپے ماہوار ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامتہ:۔ نصیرہ بیگم۔ ۲۰/۲/۳۸

گواہ شد:۔ مرزا عزیز احمد ۲۰/۲/۳۸

گواہ شد:۔ مرزا بشیر احمد ۲۰/۲/۳۸

تلاش

سید خادم حسین صاحب ولد سید محمد حسین صاحب ساکن شیخ چوگائی تحصیل وضلع گجرات موصی ہیں۔ مگر تین سال سے ان کی طرف سے حصہ آمد وصول نہیں ہوا اور نہ ہی ان کا کوئی پتہ ہے۔ یہ صاحب راولپنڈی۔ ملتان۔ نوشہرہ چھاؤنی میں بھی رہے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان کا علم ہو۔ یا وہ خود اس اعلان کو پڑھیں تو اپنے پتہ سے اطلاع دیں۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

ایک دھوکہ باز کے متعلق اعلان

ایک شخص محمد الدین جو کہ ضلع گوجرانوالہ کا ہے اپنے آپ کو صحابی ظاہر کر کے احمدی احباب کو یہ دھوکہ دیکر کہ میں آپکے لئے رشتہ کا بندوبست کر دونگا۔ روپے وصول کرتا ہے۔ تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کے دھوکہ میں نہ آئیں۔

خاکسار محمد بخش میر۔ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مدراس یکم مارچ۔ آج مدراس اسمبلی کے اجلاس میں وزیر اعظم مدراس نے سپیکر سے درخواست کی۔ کہ جب تک "بندے ماترم" کے گیت کے تنازعہ کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہو جاتا۔ اسمبلی کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے اس کا گایا جانا ترک کر دیا جائے۔

لاہور یکم مارچ۔ آج سر منوہر لال فنانس منسٹر نے پنجاب اسمبلی میں نئے سال کا بجٹ پیش کیا۔ سال ۳۸-۱۹۳۷ء کی خالص بچت ۶ لاکھ ۲۶ ہزار روپیہ ہے سال ۳۹-۱۹۳۸ء کی اندازاً آمدنی ۱۱ کروڑ ۴۱ لاکھ ۵۶ ہزار اور اندازہ خرچ ۱۱ کروڑ ۳۶ لاکھ ۴۲ ہزار ظاہر کیا گیا ہے اس طرح بچت کا اندازہ پانچ لاکھ ۱۴ ہزار روپیہ ہے۔ مفاد عامہ کے محکموں پر آئندہ سال میں خاص توجہ دی جائے گی۔ حویلی پراجکٹ پر ایک کروڑ ۸۴ لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ تعلیم نسواں پر زیادہ توجہ دی جائے گی امرتسر میں لڑکیوں کا کالج ڈگری کالج بنا دیا جائے گا۔ فیروزپور میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول جاری کیا جائے گا دیہاتی علاقوں میں ۹ ورنیکلر مڈل سکول کھولے جائیں گے۔ حفظان صحت کے لئے ۵ لاکھ روپیہ کی رقم مقرر کی گئی ہے ۷ مزید پنچایت افسر اور ۶۵ اسسٹنٹ پنچایت افسروں کے تقرر کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ نیز ہر ضلع میں قرضہ کے مصالحتی بورڈ قائم کئے گئے ہیں۔ تا دیہاتی قرضہ کا بوجھ ہلکا ہو سکے۔

پٹیالہ یکم مارچ۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ جو عرصہ سے خون کے دباؤ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ان کی حالت تشویشناک ہو رہی ہے۔

کراچی یکم مارچ۔ سر غلام حسین ہدایت اللہ وزیر اعظم سندھ نے آج اسمبلی کے اجلاس میں ایک کانگرسی ممبر کے سوال کے جواب میں کہا۔ کہ حکومت نے ۳۹-۱۹۳۸ء کے بجٹ میں ۲ لاکھ ۵۲ ہزار روپیہ اس لئے منظور کیا ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ بورڈوں اور بلدیات کی چودہ فی صدی تخفیف بحال کر دی جائے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے بعد جو روپیہ باقی بچے گا۔ اسے بعض علاقوں میں جبری پرائمری تعلیم کے نفاذ پر خرچ کیا جائیگا۔

ناگپور یکم مارچ۔ معلوم ہوا ہے آنریری مجسٹریٹوں کے عہدوں کو سی پی اور برار میں منسوخ کر دینے کا مسئلہ زیر غور ہے۔ نیز حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ آنریری مجسٹریٹوں سے جن میں آنریری مجسٹریٹ خواتین کے بنچ بھی شامل ہیں۔ مجسٹریٹی اختیارات واپس لے لئے جائیں۔

لاہور یکم مارچ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں سوالات کے خاتمہ کے بعد سر شہاب الدین سپیکر اسمبلی نے اعلان کیا۔ کہ حسب ذیل ارکان سپیکر کی عدم موجودگی میں علی الترتیب اسمبلی کی صدارت کے فرائض سرانجام دیں گے۔ دیوان چمن لال خان بہادر ریاست علی۔ جناب پیر اکبر علی صاحب ایڈووکیٹ اور رائے بہادر مکند لال پوری۔

لکھنؤ یکم مارچ۔ آج جب یوپی اسمبلی کا اجلاس میز انیہ شروع ہوا۔ تو ۸۰ ہزار کسانوں نے جلوس نکال کر زبردست مظاہرہ کیا۔ حکومت کی طرف سے پولیس کا کافی انتظام تھا۔ پنڈت پنت وزیر اعظم نے کسانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ میں تمہیں دیکھ کر بے حد مسرور ہوا ہوں۔ کیونکہ تم دور دراز سے سفر کر کے آئے ہو۔ نیز انہیں امین الدولہ پارک میں اجلاس منعقد کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ میں بھی وہاں آکر تقریر کروں گا۔ اس کے بعد کسان اس پارک میں چلے گئے۔

بمبئی یکم مارچ۔ آج بمبئی اسمبلی میں ایک سوال کیا گیا۔ کہ سیاسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق حکومت بمبئی کی پالیسی کیا ہے۔ وزیر داخلہ نے جواب میں کہا۔ اس معاملہ میں حکومت کی پالیسی یہ ہے۔ کہ تمام قیدی رہا کر دیئے جائیں۔ بشرطیکہ قیام امن و قانون میں کسی قسم کے خطرے کا احتمال نہ ہو۔

الہ آباد یکم مارچ۔ حکومت یوپی مجالس آئین ساز کے ممبروں کو الاؤنس اور سفر خرچ کے علاوہ ماہوار تنخواہ بھی دینا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے اسمبلی میں ایک بل پیش کیا جائیگا۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ وزیر۔ سپیکر اور پارلیمنٹری سکرٹری کے سوا مجلس آئین کے تمام ممبروں کو ۷۵ روپے ماہوار تنخواہ دی جائے۔

کٹک یکم مارچ۔ مسٹر بسوا ناتھ داس وزیر اعظم اڑیسہ نے آج اسمبلی میں ۳۹-۱۹۳۸ء کا میزانیہ پیش کیا۔ بجٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سال ۸۴ر۲ لاکھ روپیہ کا خسارہ ہوگا۔ بجٹ کی مدات مصارف کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔ (۱) صنعتی ترقی۔ (۲) طبی امداد (۳) امتناع شراب نوشی (۴) لازمی پرائمری تعلیم کا نفاذ ضلع بلاسور میں امتناع شراب کی سکیم سے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کا نقصان ہوگا۔

نئی دہلی یکم مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ سر ہنری کریک ہوم ممبر حکومت ہند اپریل میں قائم مقام گورنر پنجاب کی حیثیت میں پنجاب آجائیں گے۔

لنڈن یکم مارچ۔ حال ہی میں مانچسٹر میں برطانوی بمبار طیارے فضائی حملہ کی مشق کر رہے تھے۔ معلوم ہوا۔ کہ دو بمبار طیاروں کی مشین کے بعض پرزوں کو بگاڑنے کی کوشش کی گئی۔ اس سے اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ انگلستان میں ایسے جاسوسوں کا گروہ موجود ہے۔ جو فوجی راز معلوم کرنا چاہتا ہے۔ نیویارک کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ امریکہ میں بھی جاسوسوں کا خطرہ موجود ہے ایک مقام پر بمبار طیاروں کی مشق شروع ہونے والی تھی۔ لیکن اس پروگرام کو اس خیال سے منسوخ کر دیا گیا۔ کہ جاسوسوں کو جنگی رازوں کو علم نہ ہو جائے۔

نئی دہلی یکم مارچ۔ حکومت ہند کے اس فیصلہ سے کہ اس دفعہ مرکزی اسمبلی بجٹ کی ان اقدامات پر بحث نہیں کرے گی جو فوج اور غیر ملکی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسمبلی کے بعض احزاب میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ حزب مخالف نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی اس پالیسی کے خلاف احتجاج کے طور پر اس کے تمام ممبر ایوان سے واک آؤٹ کر جائیں۔

پشاور یکم مارچ۔ پنجاب کے نوجوان احمدی شاعر اور ادیب چوہدری عبد الرشید صاحب تبسم بی اے ۴ مارچ بروز جمعہ شام کے ۸ بج کر ۵ منٹ پر آل انڈیا ریڈیو سٹیشن پشاور سے ایک افسانہ "دوست" کے عنوان سے براڈکاسٹ کریں گے۔

کلکتہ یکم مارچ۔ حکومت بنگال نے ایک اعلان کے ذریعہ ضلع مدنا پور کی کانگرس کمیٹیوں سے پابندیاں ہٹالی ہیں

شیلانگ یکم مارچ۔ آج یہاں دلچسپ صورت حالات پیدا ہو گئی جبکہ وزرائے آسام کو فروری کی تنخواہ نہ مل سکی کیونکہ افسر خزانہ نے بلوں کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آسام کے کنٹرولر نے تنخواہوں کے بل وزراء کی تنخواہوں کے قانون کے مطابق مرتب کئے تھے۔ مگر حکومت نے سابقہ وزارت کے پانچ وزراء کی تنخواہوں کو موجودہ وزارت کے چھ وزیروں میں تقسیم کر دیا۔ اور یہی تناقض افسر خزانہ کے انکار کا باعث ہوا۔

پشاور یکم مارچ۔ آج سرحد اسمبلی میں ۳۹-۱۹۳۸ء کا میزانیہ پیش کرتے ہوئے دیوان بھنجورام گاندھی وزیر مالیات نے کہا۔ کہ آئندہ سال آمدنی کا اندازہ ۰۵ء۱۸۰ لاکھ روپیہ ہے۔ اور مصارف کا اندازہ ۶۸ر۱۸۶ لاکھ روپیہ ہے۔ گویا ۶۳ر۶ لاکھ کا خسارہ رہے گا۔ سال نو کی مدات مصارف میں جبری پرائمری تعلیم۔ ذرائع آبپاشی کی ترقی اور امتناع شراب کو نمایاں جگہ حاصل ہے

روما یکم مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ عنقریب فسطائی گرانڈ کونسل کا ایک اجلاس منعقد ہوگا اس میں جن امور پر بحث کی جائیگی ان میں یہ مسئلہ بھی شامل ہوگا کہ انگلستان اور اطالیہ کے درمیان مجوزہ گفتگوئے مصالحت کب اور کیونکر شروع کی